دار الافتاء

مولانا سعید مجتبیٰ السعیدی
تصدیق: شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ صاحب مدنی

الف۔ معلّق طلاق ——— اور

ب۔ حاملہ عورت سے نکاح کا حکم؟

محدث کے ایک قاری نے دارالافتاء کے نام ایک سوالنامہ روانہ کر کے اس کا جواب طلب کیا ہے۔ اصل سوال عربی زبان میں ہے۔ افادۂ عوام کی غرض سے یہ سوال مع جواب اُردو زبان میں شاملِ اشاعت ہے ——— سوال درج ذیل ہے:

۱۔ معلّق طلاق:

ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق رجعی دی اور عدت کے اندر رجوع کر لیا۔ لیکن بیوی پر یہ شرط عائد کی کہ اگر تو نے میری اجازت کے بغیر الماری کھولی تو تجھے طلاق۔ پھر ایک ماہ بعد اسے الماری کھولنے کی "مطلقاً" اجازت دے دی۔

اجازت ملنے کے بعد عورت نے کہا کہ میں نے ایک بار آپ کی اجازت کے بغیر الماری کھولی تھی مگر مجھے اچھی طرح یاد نہیں کہ آپ کی اجازت سے پہلے یا بعد؟ پھر خاوند نے اس عورت پر ایک اور شرط لگائی کہ اگر وہ اپنے بھائی سے بولی تو اسے طلاق ——— اور وہ عورت اپنے بھائی سے بول پڑی!

پھر اس پر شرط لگائی کہ اگر میری اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلی تو تجھے طلاق۔ عورت نے کہا کہ بعض اوقات کسی مجبوری کے تحت گھر سے باہر جانا ہی پڑتا ہے، لہٰذا گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دے دیں۔

خاوند نے اسے مطلقاً اجازت دے دی، جبکہ اس کے دل میں یہ نیت تھی کہ یہ اجازت صرف اہم امور کے لیے دے رہا ہوں۔ مثلاً بیماری کی صورت میں

ڈاکٹر کے ہاں جانا وغیرہ۔ لیکن ایک روز ان کا آپس میں جھگڑا ہو گیا تو غصے کے عالم میں عورت گھر سے باہر چلی گئی۔

پھر اس شخص نے عورت پر ایک اور شرط عائد کی کہ اگر اس نے اس کی پابندی نہ کی تو اسے طلاق ——— عورت نے صرف دو دن اس شرط کی پابندی کی۔ بعد میں اس کی یہ عادت اور طریقہ بن گیا کہ کبھی اس شرط پر عمل کیا اور کبھی نہ کیا۔

ان حالات میں جواب طلب سوال یہ ہے کہ یہ عورت، جس نے مذکورہ عائد کردہ شرائط کی خلاف ورزی کی، جن کی بناء پر اسے طلاق کی وارننگ دی گئی تھی، اسے طلاق واقع ہو گئی یا نہیں؟ ——— اگر طلاق واقع ہو چکی ہے تو اس کی تحلیل کی کوئی گنجائش اور صورت موجود ہے یا نہیں؟ ——— اگر ہے تو کیا؟ ——— جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل دے کر عنداللہ ماجور ہوں ——— والسلام!"

الجواب بعون اللہ الوھاب:

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ——— اَمَّا بَعْدُ

سوال سے ظاہر ہے کہ شخص مذکور نے یہ طلاقیں مختلف مجالس میں دی ہیں۔ (سائل نے اس کا اقرار زبانی بھی کیا ہے!)

واضح ہو کہ یہ معلق طلاق ہے۔ اور یہ شرعاً واقع ہو جاتی ہے۔ پہلی اور دوسری طلاق کے بعد خاوند کو رجوع کا حق ہوتا ہے۔ تیسری طلاق کے بعد رجوع کا حق ختم ہو جاتا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

"اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاکٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍ" (البقرۃ: ۲۲۹)

"طلاق دو بار ہے، اس کے بعد بہتر طور پر رکھنا ہے یا اچھے طریقہ سے چھوڑ دینا۔"

باقی رہا ہمارے معاشرہ میں مروجہ تحلیل (حلالہ) یعنی عارضی نکاح کا مسئلہ، تو وہ سرے سے حرام ہے اور کرنے والا ملعون:

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

وَسَلَّمَ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ ۔۔۔۔۔۔ دَ
عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ" (سنن ابن ماجہ "بَابُ الْمُحَلِّلِ وَالْمُحَلَّلِ لَهُ" ص ۱۴۰)

"حضرت ابن عباس اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لیے حلالہ کیا جائے، ان دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔"

"عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِالتَّيْسِ الْمُسْتَعَارِ؟ قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: هُوَ الْمُحَلِّلُ ۔ لَعَنَ اللّٰهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ"

(سنن ابن ماجہ باب ایضاً ص ۱۴۰)

"حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے، آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کیا میں تمہیں مانگے ہوئے سانڈ کی خبر نہ دوں؟" صحابہؓ نے فرمایا "کیوں نہیں، اے اللہ کے رسولؐ!"

تو آپؐ نے فرمایا: "وہ حلالہ کرنے والا ہے۔ اللہ کی لعنت ہے حلالہ کرنے والے اور کرانے والے پر!"

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں عورت اپنے خاوند سے جدا ہو چکی ہے اور وہ اب (عدت گزارنے کے بعد) کسی دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے۔ بشرطیکہ اس عورت اور نئے ناکح دونوں میں سے کسی کا بھی ارادہ تحلیل (حلالہ) کا نہ ہو، بلکہ وہ خاوند بیوی کی حیثیت سے رہیں۔ پھر اتفاقاً اگر ان کے درمیان جدائی و تفریق ہو جائے تب وہ عورت اپنے پہلے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے۔ اس کے بغیر نہیں!

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ط فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يَّتَرَاجَعَا اِنْ ظَنَّا

اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۔" (البقرۃ : ۲۳۰)

"اگر وہ خاوند پھر (تیسری مرتبہ) طلاق دے دے، تو وہ عورت اس (طلاق دینے والے کے لیے) حلال نہیں جب تک کہ وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے ۔ پھر وہ (دوسرا ناکح) اگر طلاق دے دے تو ان دونوں (عورت اور پہلا شوہر) پر رجوع کر لینے میں کوئی حرج نہیں، جبکہ وہ یہ سمجھتے ہوں کہ وہ اللہ کی حدود کو قائم کریں گے ۔ یہ اللہ تعالیٰ جاننے والے لوگوں کے لیے بیان فرماتے ہیں ۔"

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ !

(۲)

محمد ایوب صاحب لاہور سے لکھتے ہیں :

"ایک مطلقہ عورت کی شادی ایک شخص سے ہوئی ، شادی کے سات ماہ پندرہ دن بعد ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا ۔ گویا جب نکاح ہوا تو عورت حاملہ تھی (اس کی تصدیق بھی ہو گئی) از روئے شریعت بتلائیں کہ آیا یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں ؟ اگر صحیح نہیں تو اس عورت کا دوبارہ نکاح اس شخص سے ہو سکتا ہے یا نہیں ؟"

الجواب :

اَقُوْلُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ !

قرآنِ کریم میں ہے :

"وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۔ الاٰیة !" (الطلاق : ۴)

"اور حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے ۔"

سنن ابی داؤد ص ۲۹۰ پر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے نکاح کو باطل قرار دیتے ہوئے میاں بیوی کے مابین تفریق کرا دی تھی ۔۔۔ لہٰذا :

۱۔ حاملہ عورت سے نکاح درست نہیں، ان کے درمیان تفریق کرا دی جائے ۔

۲۔ اگر دونوں رضامند ہوں تو دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے ۔

هٰذَا مَا عِنْدِیْ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ !